ہم گم شدہ محبت ہے

قسط 5

انجم انصار

انسان نہ کچھ ہنس کر سیکھتا ہے، نہ رو کر سیکھتا ہے، جب بھی سیکھتا ہے یا کسی کا ہو کر سیکھتا ہے یا پھر کسی کو کھو کر سیکھتا ہے... چونکہ لوگ دل کے امیر کم، کم ہوتے ہیں، اس لیے زندگی کی کتاب میں اتنی غلطیاں نہ کرو کہ پنسل سے پہلے ربڑ ختم ہو جائے اور توبہ سے پہلے زندگی...

جو آنکھوں اوٹ ہے چہرہ اسی کو دیکھ کر جینا
یہ سوچا تھا کہ آساں ہے مگر آساں نہیں ہوتا
نہ بہلاوا نہ سمجھوتا، جدائی سی جدائی ہے
اداؔ سوچو تو خوشبو کا سفر آساں نہیں ہوتا

محبت کے انوکھے روپ سنوارتی ایک حسین تحریر





اگلے دن جب میں آفس گئی اور سر فرید کے روم میں گئی تو وہ ندیم خان کے ساتھ شاید کوئی مسئلہ ڈسکس کر رہے تھے۔ مجھے اپنے روم کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو بولے۔

”جی مس صبا...... آئیں...... کوئی بات ہے کیا؟“

”سوری سر...... میں مخل ہوئی...... میں تو صرف آپ کی مسز کا شکریہ ادا کرنے آئی تھی۔ ان کا گفٹ مجھے بہت پسند آیا ہے۔“

مگر اس وقت سر فرید کے بجائے ندیم خان سرعت سے بولے۔

”ارے شکریہ ادا انہیں کیا جاتا مگر چلو ہو گیا، اس وقت تو اس نوٹس کو پڑھو فرید تم، جو خواہ مخواہ ہمیں بھیجا گیا ہے۔“ ندیم سر نے مجھے جانے کا اشارہ کر کے فائل کی طرف اشارہ کیا۔ شاید انہیں میرا یوں آنا اچھا نہیں لگا تھا۔ اس لیے انہوں نے مجھے بیٹھنے کو بھی نہیں کہا۔

”ندیم ایک منٹ......“ سر فرید نے فائل بند کر کے مجھے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔

”مس صبا آپ کس کا شکریہ ادا کر رہی تھیں...... ابھی؟“ وہ حیرت بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔

”آپ کی مسز کا۔“

”میری مسز کا......؟“ وہ چونکے۔

”جی سر......“ مجھے ان کے چونکنے پر اچنبھا سا ہوا۔

”میری مسز نے آپ کو کوئی گفٹ بھیجا ہے؟“ وہ پھر مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولے۔

”جی سر......“

”لگتا ہے...... آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“

”مجھے غلط فہمی کیوں ہوتی......“ میں نے ندیم خان کو دیکھا جو اس تمام معاملے سے بے خبر نہ صرف فائل کے مطالعے میں مگن تھے بلکہ اس پر اپنے کمنٹس بھی لکھ رہے تھے۔

”مس صبا......“ سر فرید گنگنائے، اپنی نظر کا چشمہ اتارا اور گلاسز پر پھونک مار کر دوبارہ اسے لگاتے ہوئے بولے۔ ”میری مسز تو گزشتہ ایک ماہ سے اپنے میکے لاہور گئی ہوئی ہیں اور وہ اپنے اکلوتے بھائی کی شادی کی تیاریوں میں اتنی مگن ہیں کہ نہ انہیں اپنا گھر یاد آ رہا ہے اور نہ گھر والا۔“

”مگر سر...... یہ سب تو مجھے نہیں پتا۔“

”اچھا......“

”جی سر...... مجھے تو بتایا گیا تھا......“ میں نے ندیم خان کو دیکھا جو اپنے کام میں اتنے محو نظر آ رہے تھے جیسے انہیں ہماری باتیں سنائی تک نہ دے رہی ہوں۔

”بھئی ندیم......“ سر فرید نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”کیا ہوا......؟“ وہ چونکتے سے ہوئے۔ ”اینی پرابلم......“ وہ فرید سر سے پوچھ رہے تھے۔

”یار اب تم ہی بتاؤ ناں...... میری مسز لاہور میں شادی کے گھر میں بیٹھی مس صبا رحیم کو کس سلسلے میں گفٹ بھیجیں۔ کوئی بات بھی ہو...... وہ تو ان سے متعارف تک نہیں ہے۔“ اب سر فرید نے مدد کے لیے ندیم خان کو بھی شامل کر لیا۔

”ہونہہ...... بھول جانا تو تمہاری عادت ہے فرید...... اب مس صبا اپنے سالگرہ گفٹ کی بات کر رہی ہیں جو سارہ بھابی نے لاہور جانے سے پہلے آفس کے لوگوں کے لیے دیے تھے۔“ وہ چہرے پر کسی قسم کا کوئی ردعمل

لائے بغیر انتہائی سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

"اچھا......اچھا......وہ......" سر فرید کو بھی یاد آ گیا۔

"ہاں وہ......" ندیم خان نے خفگی بھرے لہجے میں جملہ چبا کر کہا۔

"بالکل یاد آ گیا......بات پرانی تھی ناں...... اس لیے یادداشت کی دہلیز پر آنے میں دیر لگی۔"

"ہاں دو سال پرانی بات تھی ناں......جو تم بھول بیٹھے۔" سر ندیم خان کا لہجہ ہنوز خفگی بھرا تھا۔

"ارے یار......میں واقعی بھول گیا تھا......سارہ نے ایک ساتھ بہت سارے گفٹس آفس بھجوائے تھے کہ یہ سب ایک ہی جیسے ہیں اور ہر ورکر کی سالگرہ پر انہیں دیتے جانا۔ شاید کسی کلائنٹ نے ڈھیر سارے بھیج دیے۔" اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے انہوں نے مزید بے پروائی کا تاثر سجاتے ہوئے کہا۔

"سب کو ایک جیسے گفٹ......؟" میں نے حیرت سے سر فرید کی طرف دیکھا۔

"جی ہاں......" لہجہ وثوق بھرا تھا۔

"واؤ......" میرے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"وہ اس لیے کہ ہمارے لیے تو سارے ورکرز برابر ہیں ناں......"

روانی میں وہ میرے لہجے پر غور نہیں کر سکے تھے۔

"جی سر......"

"کیوں ندیم......ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں میں۔"

"جی بالکل......" ندیم خان نے بھی سادگی سے کہا۔ اس وقت وہ اپنے لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں اس قدر محو تھے کہ سر فرید کی بات کا جواب بھی نظریں جھکائے، جھکائے ہی دیا گیا تھا۔

"سر کیا آج کل کوئی نیا فیشن متعارف ہوا ہے کہ اب لڑکیوں......کی طرح لڑکے بھی بالی، چین، انگوٹھی کے ساتھ ماتھے پر بندیا بھی لگائیں گے۔"

"ارے، ایسا کب سے ہو رہا ہے......؟" وہ تمسخرانہ لہجے میں پوچھ رہے تھے۔ جیسے میری بات سے لطف لے رہے ہیں۔

"سر، یہ بات تو میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ میرے گفٹ بکس میں سے تو یہ سب ہی برآمد ہوا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ سارے ورکرز کو ایک جیسے گفٹس دیے جائیں گے۔"

سر فرید......اب ندیم خان کی جانب متوجہ تھے......اور میں اپنے موبائل پر کال آتے دیکھ کر باہر کی جانب جا رہی تھی۔

ندیم خان نے سر فرید سے کیا کہا...... یہ سب تو مجھے معلوم نہیں تھا......مگر اگلے دن صفدر سب کو بتا رہا تھا کہ ندیم خان نے کہا کہ آئندہ سے ہر سالگرہ پر ورکرز کو گفٹ واؤچر دیے جائیں گے کہ انہوں نے میل باکس چیک کیے......تو پرفیومز کی شیشیاں ٹوٹی ہوئی تھیں اور بعض ایکسپائرڈ تھیں اسی طرح امیٹیشن جیولری ہر ایک کو پسند نہیں ہوتی......اس لیے آفس کی جانب سے گفٹ باکسز کا سلسلہ ختم سمجھو۔

"یہ سلسلہ تو ابھی صحیح طرح سے شروع نہیں ہوا تھا کہ ختم بھی ہو گیا۔" فرزانہ نے مضحکہ اڑایا۔

"وہ گفٹ واؤچر......بھی اتنے معمولی ہوں گے کہ ان سے ایک وقت کھانا بھی نہیں کھایا جا سکے گا۔ ہونہہ یہ مالکان ورکرز کی سالگرہ منائیں گے۔"

"تمہیں تو بریانی پسند ہے اکثر ایک سو اسی کی پلیٹ منگواتی ہو تم......اس لیے اگر گفٹ واؤچر پانچ سو روپے

کا بھی ہوا تو تم اور ساجد تو مزے سے بریانی کھا کر مزید پیسے بھی بچالو گے۔"

"پلیز...... ایسے اوچھے مذاق مجھ سے مت کیا کرو...... مجھ سے برداشت نہیں ہوتے۔ مجھے تمہاری باتوں پر ہنسی نہیں آتی افسوس ہوا کرتا ہے۔" ناعمہ نے مذاق میں ہنس کر کہا تھا۔ مگر فرزانہ کے کس کر لگا...... جبھی انتہائی کڑوے لہجے میں بولی تھی۔

☆☆☆

افسردگی اور اداسی نے اس کی شخصیت کو جیسے کچل کر رکھ دیا تھا۔ بات بے بات ہنسنے والا حارث خاموش سا ہو گیا تھا۔ آج بھی وہ اپنے بچپن کے دوست کے پاس جا رہا تھا۔ راستے میں اسے شہلا ٹکرائی تھی اور وہ اس کی باتیں سوچ کر برا سا منہ بنانے لگا۔

"ہونہہ...... یہ لڑکیاں بھی ہر وقت اپنی ہتھیلی پر اپنا دل لیے گھوما کرتی ہیں۔ جہاں کوئی نظر آیا ان کے ڈائیلاگز شروع......" وہ سوچ رہا تھا کہ آج پھر وہ بے وجہ کی بکواس شروع کر دے گی کہ حفظِ ماتقدم کے طور پر اس نے اسے دیکھ کر اپنی تیوری بھی چڑھالی تھی۔

اس سے قبل کہ شہلا اس کے قریب آکر اس سے بات کرتی وہ مڑا اور گھوم کر تیزی سے اپنی گاڑی لے کر اس پھرتی سے نکلا جیسے اسے کسی اہم جگہ جانے کی بہت جلدی ہو۔" ریحان سے بعد میں مل لوں گا۔" اس نے سوچا۔

گاڑی کے ٹائر جس انداز میں آواز نکالتے ہوئے موڑے گئے تھے اس کی جلد بازی کا اندازہ اسی سے ہو رہا تھا...... مگر افسوس کہ اس سے قبل کہ وہ گاڑی تیزی سے آگے لے جاتا۔ اسے اپنا دوست ریحان سامنے سے آتا نظر آ گیا تھا...... اور وہ اسے دیکھے بغیر تیزی سے اپنے آفس جا رہا تھا۔

اب یہاں سے کہیں اور جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اگر وہ چلا جاتا تو ریحان سے ملاقات نہ ہوتی۔ ناچار پھر گاڑی واپس اپنی جگہ کھڑی کی اور باہر نکلا...... تو شہلا وہیں کھڑی تھی اور اسے دیکھ کر پھیکے انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"آج کل کی لڑکیوں کے پاس بڑا فالتو ٹائم ہے......" یہ سوچ کر اس نے قدم بڑھائے۔

"یہ لڑکی...... پتا نہیں کالی بلی کی طرح ہمیشہ میرا راستہ کیوں کاٹ جاتی ہے۔" اس نے جیسے اپنے آپ سے کہا۔

شہلا اسے دیکھے گئی۔

ریحان سے اس وقت تفصیلی بات ہو سکے گی بھی یا نہیں...... ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا۔ ایک چھلاوا قسم کا لڑکا تیزی سے اس سے ٹکرایا...... اور اس کے ہاتھ سے موبائل چھین کر یہ جا وہ جا...... لوگوں کی بھیڑ میں وہ نظر ہی نہیں آیا۔

"حارث آپ کا موبائل...... وہ چور لے کر بھاگ بھی گیا اور پتا نہیں کہاں گیا۔" شہلا بھاگ کر اس کے پاس آئی اور حواس باختہ لہجے میں بولی۔

"جی ہاں...... جب، جب آپ مجھ سے ٹکرائیں گی تو نقصان تو میرا ہونا ہی تھا۔" وہ غصے سے بولا۔

"تو کیا...... آپ کا موبائل میری وجہ سے گیا ہے؟" وہ حیران تھی۔

"ہاں تمہاری وجہ سے...... اپنے گھر میں بیٹھا نہیں جاتا تم سے یا ہر وقت باہر ہی گھومتی رہتی ہو؟"

"میں تو ضروری کام سے آئی تھی یہاں......" وہ آنسو پیتے ہوئے بولی۔

''ہاں، تمہارے ضروری کام ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے، ہے ناں۔''

''مجھ سے بہت نفرت کرتے ہو کیا؟'' وہ اب رندھے ہوئے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

''نفرت تو میں ان دنوں اپنے آپ سے کر رہا ہوں کہ کیسے، کیسے لوگ مجھے پاگل بنا دیا کرتے ہیں۔'' وہ کلس کر بولا اور ریحان کے آفس کی جانب قدم بڑھا دیے۔

اور شہلا اپنے آنسو حلق میں اتارتی ہوئی گھر کی جانب چل دی...... وہ جو راحیلہ کے لیے کتابیں لینے آئی تھی اسے یہ تک یاد نہیں رہا، وہ آخر نکلی کس کام کے سلسلے میں تھی۔

اور وہ سر جھٹک کر ریحان کے آفس میں داخل ہو گیا۔

شہلا کے آنسو مسلسل گر رہے تھے...... اور اس کے دماغ پر حارث کی باتیں کسی کوڑے کی طرح لگ رہی تھیں۔ سائیں، سائیں کی آوازوں نے اسے خاصا ہراساں کر دیا تھا۔

''شاید...... میرے نصیب میں خوشی ہے ہی نہیں۔'' اس نے یکبارگی سوچا۔

''یار کیسا دوست ہے تو میرا...... سراغ رساں کمپنی میں کام کرتا ہے اور ایک نوسر باز شخص کو پکڑوانے میں میری مدد نہیں کر سکتا......؟'' وہ چلایا۔

''ارے بھائی...... وہ بے حد شریف آدمی کا پوسٹر اپنے ماتھے پر سجائے ہوئے ہے، رفاہی کام علیحدہ کرتا ہے، مجھے اس پر کچھ شک تو ہے کہ بوتیک کے بزنس کی آڑ میں وہ کوئی غلط کام بھی کرتا ہے مگر میرے پاس اس کے خلاف کوئی ایسے ثبوت نہیں ہیں اور جب تک ثبوت نہ ہوں، ہم کسی شخص کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتے۔''

''پھر بھی معلومات تو کرو کہ اس نے مجھے یہ نقصان کیوں پہنچایا...... میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا۔ وہ تو جب بینک آیا کرتا تھا تو میں اس کی مدارت چائے یا کافی سے کیا کرتا تھا...... جس کا اس نے مجھے یہ صلہ دیا ہے۔''

''اتنا مجھے اندازہ ہے کہ وہ نفسیاتی مریض تو ہے مگر وہ اس حد تک کسی پر وار کر سکتا ہے...... مجھے یہ بات ہضم نہیں ہو رہی۔''

''تمہارا کیا خیال ہے، میں تم سے جھوٹ بول رہا ہوں...... پچیس لاکھ میں نے اڑائے ہیں۔'' حارث کا لہجہ دکھ اور غصے سے بھرا ہوا تھا۔

''میں یہ کہاں کہہ رہا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔''

''پھر اس جھوٹے، مکار، چور شخص کی تعریفیں کیوں کر رہے ہو۔''

''یار، اس شخص کی مارکیٹ میں اچھی خاصی عزت ہے اور وہ بے حد سوفٹ اسپوکن بھی ہے...... اس لیے میری سمجھ میں خود نہیں آ رہا کہ اس نے ایسا کیوں کیا......''

''اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ مہذب قسم کا ٹھگ ہے...... اور اس طرح کی وارداتیں کیا کرتا ہوگا۔''

''مگر اس نے آج تک ایسی کوئی واردات نہیں کی ہے...... یہ میں نے معلوم کر لیا ہے۔''

''میں نہیں مان سکتا کہ کسی انجانے شخص کو نقصان پہنچانے والا شخص کسی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچاتا ہوگا۔''

''میں مزید معلومات کرواتا ہوں۔'' ریحان سوچتے ہوئے بولا۔

''مگر بہت جلدی کہ سوچ، سوچ کر میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے۔''

''تم پریشان مت ہو...... میں جلد ہی پتا لگاتا ہوں کہ تم پر یہ افتاد کیوں توڑی گئی ہے؟''

☆☆☆

چھوٹی آپا کی ٹانگ میں فریکچر ہو گیا تھا..... آپریشن کے ذریعے راڈ تک ڈالا گیا تھا..... ذکیہ، راحیلہ کو لے کر کئی مرتبہ بہن کی مزاج پرسی کو گئی تھیں۔ ڈاکٹر نے کہا تھا پلاسٹر تین ماہ بعد اترے گا۔

ذکیہ بیگم نے سوچا..... چلو راحیلہ کی شادی کی تیاری میں مزید ایک دو ماہ اور مل جائیں گے۔ چھوٹی آپا اب پلاسٹر کٹوانے سے پہلے ہی شادی کا تقاضا تھوڑی ناں کریں گی۔ مگر چھوٹی آپا کا ہر فون پر یہی کہنا تھا۔

''راحیلہ اور کریم کا سادگی سے نکاح کر کے رخصتی کر دو..... جب میں ٹھیک ہو جاؤں گی تو خوب دھوم دھام سے ولیمہ ہو جائے گا۔''

''مگر آپا..... ایسی جلدی کی شادی میں تو کوئی مہمان بھی نہیں آسکیں گے..... صرف گھر، گھر کے لوگ ہی ہوں گے..... شادی والا ماحول بن ہی نہیں پائے گا۔'' ذکیہ بیگم اپنے دل کی بات زبان پر لے آئی تھیں۔

''تو کیا ہوا..... اچھا ہے تمہارا خرچہ بھی نہیں ہوگا جو تمہیں دینا ہے دے دو..... مہمان داری پر پیسہ لٹانے کا کیا فائدہ.....''

''مگر ایک ہی میری بیٹی ہے، اس کے بھی تو ارمان ہوں گے۔'' ذکیہ بیگم کی بات بھی غلط نہیں تھی۔

''اس کے ارمان اللہ رکھے میرا کریم پورے کرے گا۔''

''مگر مجھے شہلا سے بھی تو پوچھنا ہوگا ناں.....''

''اب یہ شہلا کی شادی تو نہیں ہو رہی..... جو تم اس کی مرضی پوچھو گی۔''

''تم کچھ بھی کہو..... میں ہر معاملے میں اس کی رائے ضرور لیتی ہوں۔''

اور شہلا نے صاف انکار کر دیا۔

''نہیں امی..... اب راحیلہ شادی کے بعد گھومے گی یا جاتے ہی کچن اور خالہ کو سنبھالے گی..... چھوٹی خالہ کی شادی شدہ بیٹیاں اُن کے پاس آ جائیں اور ان کی خدمت کریں ناں!''

''مگر بیٹا اگر چھوٹی آپا کریم کی شادی کے بعد اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھتیں تب بھی تو راحیلہ نے ہی ان کا خیال رکھنا تھا تو ابھی کر دے گی، اس میں کیا بات ہے.....'' ذکیہ بیگم کی بات کس حد تک صحیح بھی تھی۔

''میرا خیال ہے کریم بھائی اس لیے جلدی شادی کرنے کے خواہاں ہیں کہ انہیں فری کی میڈ مل جائے۔''

''وہ ایسا کیوں چاہے گا..... راحیلہ کا خیال وہ تو پہلے سے ہی کتنا رکھ رہا ہے۔''

''نہیں امی..... یہ صرف دکھاوا ہے اور بس، ورنہ وہ بے حد کنجوس ہیں..... ان کی اصل حقیقت تو میں جانتی ہوں۔ جلدی شادی کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ راحیلہ جاتے ہی کچن کو بھی سنبھالے اور خالہ کو بھی..... اور اس کے ساتھ، ساتھ ان کی لشکر بھر بہنوں کی مہمانداری بھی کرے۔''

''اچھا یہ بات ہے.....'' ذکیہ بیگم پریشان سی ہو گئیں۔

''بالکل یہی بات ہے اور اس جلد بازی کی شادی کا انجام بھی یہی ہوگا کہ میری بہن بھی جاتے ہی گھبرا جائے گی کہ اسے جاتے ہی شادی کی دعوتوں میں جانے کے بجائے اپنی ساس کو بیڈ پین دینا پڑے گا..... اس کی شادی کوئی اس وجہ سے تھوڑی ہو رہی ہے۔''

''ویری گڈ.....'' اپنی پشت پر تالیاں بجاتے کریم کو اچانک دیکھتے ہوئے شہلا سراسیمہ سی ہو کر یک دم چپ ہو گئی۔

''میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اتنی خوب صورت لڑکی کو پسند کرنے کے باوجود اگر کوئی شادی نہ کرنا چاہے تو اس کی کوئی وجہ تو ضرور ہوا کرتی ہے جیسے میرے دل میں تمہارے لیے از خود نفرت چلی آئی اور اگر تمہارے ایسے

ہی اطوار رہے تو یقین کرو کوئی تمہاری شکل کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا کہ تم بدتمیز تو ہو ہی...... مگر بے حس اس سے بھی زیادہ ہو۔ تم تو ایسی لڑکی ہو جس سے بات کرنے کا بھی فائدہ نہیں...... کوئی تو ایسی بات ہوگی جو حارث تم سے بات نہیں کرنا چاہتا اور واقعی مجھے تو تم سے صرف اللہ نے بچایا ہے۔'' کریم اس پر تمسخر بھری نظریں ڈالتے ہوئے بلاتکان بولا چلا جا رہا تھا...... اور راحیلہ اسے خاموش کروانے کے لیے اپنی سی ہر کوشش کر رہی تھی مگر وہ خاموش...... ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

☆☆☆

نام تو اس نے کسی کا نہیں لیا تھا مگر سلمٰی بیگم ماں تھیں انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ندیم کسی کو پسند کر رہا ہے۔ بے ترتیبی اور پھیلاوے سے اسے چڑ تھی۔ چھوٹے بھائی کو ڈانٹ پڑنے کی وجہ اس کا چیزوں کا پھیلانا تھا مگر اب وہ اس کے کمرے میں آ کر خوش رہتا تھا۔

''امی...... یہ ندیم کب بڑا ہوگا...... دیکھیں تو ذرا اس کی الماری کے پٹ کھلے رہتے ہیں اور کمرے کی..... بے ترتیبی بڑھتی ہی جا رہی ہے، کچھ دنوں کے بعد تو یہ چیزیں ہٹا، ہٹا کر کمرے میں داخل ہوا کرے گا...... شادی ہو جائے گی تو بیوی کے سامنے ہر چیز خود اٹھا کر رکھا کرے گا۔''

''یہ بے پروائیاں اسی وقت تک کی ہوتی ہیں جب تک ذمے داری سر پر نہ پڑے......'' امی کہہ رہی تھیں۔

''اور اگر اس کی بیوی بھی اسی کی طرح پھوہڑ نکلی تو پھر آپ کیا کریں گی؟'' وہ بے اختیار کھلکھلاتے ہوئے بولا اس کی ہنسی میں جو کھنک تھی اور چہرے پر جو شادابی تھی وہ اپنی جگہ علیحدہ ہی نمایاں تھی...... اور سلمٰی بیگم بیٹے کے چہرے کی سرشاری دیکھ رہی تھیں۔ بینگن اسے پسند نہیں تھے مگر اس نے خوشی، خوشی کھا لیے تھے۔ سبین کی سسرال کی تقاریب میں وہ کبھی ماں کے ساتھ نہیں جایا کرتا تھا مگر جب سلمٰی بیگم نے اس سے ساتھ چلنے کو کہا تو اس نے فوراً ہامی بھر لی تھی۔

''کیا بات ہے...... آج کل بہت خوش نظر آ رہے ہو۔'' ایک دن ماں نے اسے خاص طور پر تیار ہوتا دیکھ کر کہا کہ وہ تو ہمیشہ سے لاابالی انداز میں کپڑے پہننے کا عادی رہا تھا۔

''میں تو ہمیشہ ہی خوش رہتا ہوں۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''لگتا ہے دال میں کچھ کالا ضرور ہے......'' سلمٰی بیگم نے مسکرا کر بیٹے سے کہا۔

''ارے امی جان...... اگر آپ دال میں لال، لال کہتیں تو بات بھی ہوتی......'' یہ کہہ کر وہ کھلکھلاتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔

اور سلمٰی بیگم حق دق سی رہ گئی تھیں۔ یہ ندیم اس انداز میں بولنے کا تو کبھی عادی نہیں تھا۔ وہ جو اپنی شادی کے ذکر پر ہتھے سے اکھڑ جایا کرتا تھا اب از خود اس ٹاپک کی طرف آ رہا تھا۔

''امی...... ایک وقت ایسا خود ہی آ جاتا ہے...... جب لڑکے اپنی شادی کی بات کرنے لگتے ہیں۔'' سبین نے ماں کی کتھا سن کر کہا تھا۔ اس کے لہجے میں بے پروائی رچی ہوئی تھی۔

''پھر بھی پتا تو چلے...... کون پسند آگئی ہے...... اور ہمیں کب جانا ہوگا؟'' سلمٰی بیگم بھی ہتھیلی پر سرسوں جمانے کی فکر میں تھیں۔

''میرا تو پکا خیال ہے، وہیں اخبار کے دفتر کی کسی لڑکی نے اپنے شکنجے میں کس لیا ہوگا...... ورنہ تو وہ کسی کے دام میں آنے والے نہیں۔''

''چلو...... کوئی تو پسند آئی۔''

''جلد ہی پتا چل جائے گا...... ہوسکتا ہے کسی دن وہ ان محترمہ کو اپنے ساتھ لے کر گھر چلے آئیں کہ یہ آپ سے ملنا چاہ رہی تھی تو میں نے بھی کہا چلو گھر چلتے ہیں۔'' سین نے بھائی کے لہجے کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

''چلو یہی سہی...... مجھے تو اس کی خوشی عزیز ہے۔''

''ہم نے درجنوں لڑکیاں دکھائیں...... وہ سمجھ میں نہیں آئیں...... اب پتا نہیں کس کو پسند کر بیٹھے ہیں۔''

''میرے بیٹے کا معیار...... بہت اعلیٰ ہے، اسے یقیناً کوئی بہت اچھی لڑکی ہی پسند آئی ہوگی......'' سلمیٰ بیگم نے شاداں سے لہجے میں بیٹی سے کہا۔

''ہاں...... ہاں...... دیکھ لیں گے کہ وہ کسی چھوٹے گھرانے کی ہے یا بڑے گھرانے کی۔'' سین نے..... بے پروائی سے کہا۔

☆☆☆

شہلا بہت چھوٹی سی ہی تھی جب اس کی ماں کا انتقال ہوگیا تھا مگر ان کی کہی ہوئی ایک بات اس کے دماغ پر جیسے نقش سی تھی شاید...... وہ اس بات کی بے حد تکرار کیا کرتی تھیں...... یا معصوم سے ذہن میں وہ بات فٹ ہوگئی تھی کہ......

''زندگی کبھی آسان نہیں ہوتی، اسے آسان بنانا پڑتا ہے۔ کچھ باتوں کو نظر انداز کر کے اور کچھ کو برداشت کر کے۔''

مگر وہ تو ایک عرصے سے کریم کو نظر انداز کر رہی تھی...... اور راحیلہ سے اس کی منگنی کے بعد تو خاصا برداشت بھی...... مگر اس کی بدتمیزی تو کیا بدلحاظی بھی بے حد بڑھ گئی تھی...... اور اب وہ جلدی شادی کے حوالے سے کیا کچھ نہیں اسے سنا گیا تھا جیسے کریم سے شادی کرنے کے لیے وہ مری جا رہی تھی اور اس نے اسے دھتکار کر راحیلہ سے شادی کرنے کا فیصلہ کر کے اسے کوئی سزا دی تھی۔

''اپنے بارے میں لوگوں کو کتنی غلط فہمیاں ہوا کرتی ہیں۔'' اس نے سوچا...... اور پھر بھل بھل رونے لگی۔

کریم کی ایک بات نے تو اس کا کلیجا چھلنی کر دیا تھا...... یہی وجہ تھی کہ وہ رات بھر رونے اور جاگنے کے باوجود بھی اس جملے کی کسک کم نہیں کر سکی تھی۔

''پلیز آپا، مجھے معاف کر دو...... نہ میں بات بڑھاتی اور نہ ہی وہ اس حد تک پہنچتی...... ساری غلطی تو میری ہے۔''

''ہاں، ایک غلطی تو واقعی تمہاری ہے۔'' شہلا کا لہجہ دکھ بھرا تھا۔

''صرف ایک غلطی......؟'' راحیلہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''راحیلہ اگر کوئی بہن...... اپنے دل کی کوئی بات اپنی بہن سے کر لے تو اسے کیا چوک میں اچھالنا چاہیے......؟ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی ایسا......''

شہلا کا لہجہ رندھا ہوا تو تھا ہی مگر شکایتی بھی......

کریم کی زبان سے حارث کا حوالہ...... اس کی نہ صرف تضحیک کر گیا تھا بلکہ دکھا لگ پہنچا تھا۔

''نہیں آپا...... میں نے تو آپ کے حوالے سے کبھی ایسی کوئی بات ان سے کی ہی نہیں...... میں حارث کے بارے میں کریم کو کیوں بتاؤں گی۔''

''تو پھر کریم کو کیسے پتا چلا؟''

''شاید اس نے خود سنا لیا ہو...... اکثر خاموشی سے آ کر بیٹھ جاتے ہیں...... اور میں اور آپ اپنے کمرے

میں دنیا بھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔"

"ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ کریم کو یہ سب امی نے بتا دیا ہو...... امی کو تو پتا ہے ناں...... حارث مجھے اچھا لگتا ہے۔ مگر کیا امی...... ایسا کرسکتی ہیں؟" شہلا کا لہجہ تذبذب بھرا تھا۔

"ہاں...... ضرور امی نے ہی بتایا ہوگا...... میں نے بارہا انہیں کریم سے رازدارانہ لہجے میں باتیں کرتے بھی دیکھا ہے...... اور سب سے بڑی بات یہ کہ انہیں اس بات کا خیال ہی نہیں، اپنے گھر کی ہر بات بھی داماد سے نہیں کرنی چاہیے۔" راحیلہ نے برملا اعتراف کرلیا۔

"میں کتنی بدنصیب ہوں ناں...... کہ مجھے تو میرے گھر کے لوگوں نے ہی ذلیل کر کے رکھ دیا۔ کریم غصے میں جتنی دل چاہے بکواس کرتا رہتا مجھے اس کی پرواہ ہرگز نہیں تھی۔ مگر اس نے حارث کے حوالے سے مجھے...... بے مایہ سا کر دیا۔" شہلا اب سسکیاں بھر رہی تھی...... اور راحیلہ کی آنکھوں سے بھی جھڑی جاری تھی۔

"میں جانتی ہوں...... حارث کو میری رتی بھر پروا نہیں ہے...... مگر مجھے تو اس کی ہے ناں......"

"پیاری آپا...... آپ نے کریم کا رشتہ ٹھکرا کر بالکل صحیح فیصلہ کیا تھا...... اور اب میں یہ تصور بھی نہیں کرسکتی کہ کسی ایسے شخص سے شادی کرنے کی ہامی بھروں جو میری بڑی بہن کو بے عزت کر کے خوشی محسوس کرتا ہو۔" اسے یوں بلک بلک روتا دیکھ کر راحیلہ کا دل دکھ سے بھر گیا اور وہ گلوگیر لہجے میں بولی۔

"اسے تو شاید مجھ سے خدا جانے کا بیر ہے...... خواہ مخواہ میری ذات کو نشانہ بنا کے اسے شاید طمانیت محسوس ہوا کرتی ہے۔" اب شہلا بھی اپنی دلی کیفیت کا اظہار کررہی تھی۔

"اری پاگل ہوگئی ہے کیا...... بھری تھالی میں لات مارے گی کیا...... خواہ مخواہ بکے چلی جارہی ہے...... جیسے کریم کسی کے بھالا مار گیا ہو......" ذکیہ بیگم نے جو دروازے کے پیچھے کھڑی ساری رُوداد سن رہی تھیں سامنے آکر بیٹی کو لتاڑا۔

"ہاں امی...... میں ایسے شخص سے بالکل شادی نہیں کرسکتی جو میری بہن کو ذلیل کرے...... اس سے زیادہ برا شخص تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا......"

"اری چپ کر...... اگر تو نے ایسا کچھ کیا تو ساری عمر بیٹھی رہ جائے گی اور تیری آپا کی بھی شادی ہوجائے گی۔" ذکیہ بیگم نے غصے سے لتاڑا...... اور چھوٹی آپا کی مزاج پرسی کرنے چل دیں کہ وہاں کی خبر بھی لیتی تھی کہ کہیں کریم نے وہاں جا کر کچھ کہہ نہ دیا ہو۔

"آپا میں ابھی فون کر کے کہتی ہوں کہ لے جاؤ اپنا سب سامان......" ماں کے جانے بعد بھی اس کے انداز وہی تھے۔

"وہ کیوں ختم کردو گی...... تم کریم سے رشتہ؟" شہلا نے اپنے آنسو پونچھ کر اس سے حیرت سے پوچھا۔

"وہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔"

"مگر تم تو اس سے شروع سے محبت کرتی ہو۔" شہلا بولی۔

"محبت کرتی تھی...... مگر اب نہیں کرتی۔ مجھے تو اب اس کا ذکر کرنا بھی اچھا نہیں لگ رہا۔"

"اچھا...... اتنی آسانی سے محبت کا باب کلوز ہوجاتا ہے کیا......؟" وہ تمسخر بھرے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"یہ سب تو مجھے نہیں معلوم...... مگر اب وہ مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا ہے۔"

"مگر کیوں اچھا نہیں لگ رہا...... وہ تو کل بھی تمہارے لیے ڈھیروں گفٹس لایا تھا۔"

"آپا میں نے اس کے وہ گفٹس ابھی کھول کر دیکھے تک نہیں بس میرے ذہن میں صرف ایک ہی بات ہے

کہ کریم میری بڑی بہن کو اتنی باتیں سنا کر گیا ہے..... وہ آپ کی نہیں، میری بے عزتی کر کے گیا ہے اور آپا..... یہ بات آپ ہی تو کہتی تھیں کہ محبت سے پہلے عزت ضروری ہے۔"

"میری باتیں کہاں پکڑ کر بیٹھی ہو..... مجھے تو محبت ملی اور نہ عزت..... نہ اپنے گھر میں اور نہ ہی باہر....." شہلا کے آنسو پھر بہنے لگے۔

"اللہ نہ کرے، کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ..... آپ میری بہن ہیں، آپ سے میرا خون کا رشتہ ہے اور آپ سے بڑھ کر نہ تو مجھے کوئی عزیز ہو سکتا ہے اور نہ ہی پیارا....."

"کون کہتا ہے..... کہ سوتیلے رشتوں میں محبتیں نہیں ہوتیں..... ہم دونوں بہنوں میں جتنی محبت ہے، اس کا تو شاید کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔" شہلا نے اسے اپنے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ..... یہ اندازہ تو شاید میری سگی ماں تک نہیں کر سکتی کہ آپ مجھے کس حد تک پیاری ہیں۔"

اور شہلا چپ چاپ راحیلہ کو دیکھے گئی..... جو اسے روتا دیکھ کر واقعی بے چین سی تھی۔

"جی آپا..... میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کریم کا یہ روپ اتنا بدشکل ہوگا۔" شہلا کا دل چاہا کہ اسے بتائے کہ ابھی تم کریم کو جانتی ہی کہاں ہو مگر وہ چپ رہی۔

"آپ چپ کیوں ہیں..... میں کوئی غلط تھوڑی ناں کہہ رہی ہوں، کریم ایسا نہیں ہے جیسا وہ نظر آ رہا تھا..... اس کے غصے نے اس کی اصل حقیقت دکھلا دی ہے ہمیں۔"

"راحیلہ..... شاید وہ ایک اچھا بیٹا بن کر سوچ رہا تھا کہ اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی اس کی ماں کی خدمت کرے تاکہ اس کی ماں بستر سے جلد اٹھ کھڑی ہوں۔"

"پتا نہیں....." راحیلہ کا موڈ ہنوز آف تھا۔

"چند ماہ بعد ہونے والی شادی اگر پہلے ہو جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"مجھے تو لگ رہا تھا کہ آپ کریم کی بکواس سن کر نہ صرف اسے ڈانٹیں گی بلکہ اسے گھر سے بھی باہر نکال دیں گی اور آپ کو ایسا کرنا بھی چاہیے تھا..... پھر آپ خاموش کیوں رہیں؟"

"نہ اب میں اسے ڈانٹ سکتی ہوں کہ وہ میرا بہنوئی بننے والا ہے۔ اور نہ اب اسے گھر سے نکال سکتی ہوں کہ ہمارے ہاں داماد کی بہت عزت کی جاتی ہے۔"

"تو میری شادی اتنی جلدی ہو جائے گی؟" راحیلہ سوچتے ہوئے بولی۔

"سنو تمہاری شادی..... کوئی دو سال بعد نہیں ہونا تھی جو اتنی پریشان ہو رہی ہو۔" شہلا نے زبردستی کی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجا کر اسے چھیڑا تو وہ یک دم شرما سی گئی۔

"مجھے تو لگتا ہے..... تم نے ہی دعا مانگی ہوگی چھوٹی خالہ کے فریکچر ہو جائے تاکہ تمہاری شادی جلدی ہو جائے؟"

"اللہ نہ کرے، میں کیوں ایسی دعا مانگوں گی اور چھوٹی خالہ تو ان دنوں میری دعاؤں میں دور، دور نہیں تھیں۔ کسی بھی حوالے سے۔"

"اچھا..... تو پھر مجھے بھی تو پتا چلے کہ ان دنوں تمہاری دعاؤں میں کون تھا..... اور تم کیا مانگ رہی تھیں۔" شہلا نے مسکرا کر پوچھا۔

"آپا..... میں بالکل سچ کہہ رہی ہوں کہ میری دعاؤں میں صرف اور صرف آپ ہیں اور میری صرف یہی

روزے کے طبی فوائد

☆روزہ اگرچہ عبادت ہے جس سے روحانی فیض حاصل ہوتا ہے یعنی اطاعتِ خدا اور رسولؐ سے انسان کا دینی و دنیاوی دونوں جہان میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اگر طبی فوائد کی بات کریں تو ترکِ غذا سے بدن کی وہ قوت جو غذا ہضم کرنے میں ہر وقت صرف ہوتی رہتی ہے...... وہ جمع رہتی ہے اور قوتِ مدافعت کے ساتھ ہو کر امراض کو بدن سے نکالنے لگ جاتی ہے۔

نظامِ انہضام اور جگر پر مثبت اثرات

روزہ یوں تو سارے نظام انہضام پر ایک ماہ کا آرام طاری کر دیتا ہے مگر درحقیقت اس کا حیران کن اثر بطورِ خاص جگر پر ہوتا ہے کیونکہ جگر کے کھانا ہضم کرنے کے علاوہ پندرہ مزید عمل بھی ہوتے ہیں۔ یہ اس طرح تکان کا شکار ہو جاتا ہے جیسے ایک چوکیدار ساری عمر کے لیے پہرے پر کھڑا ہو۔ اسی کی وجہ سے صفرا کی رطوبت bille جس کا اخراج ہاضمہ کے لیے ہوتا ہے مختلف قسم کے مسائل پیدا کرتا ہے اور دوسرے اعمال پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ دوسری طرف روزے کے ذریعے جگر کو چار سے چھ گھنٹوں تک آرام مل جاتا ہے جو روزے کے بغیر قطعی ناممکن ہے کیونکہ بے حد معمولی مقدار کی خوراک یہاں تک کہ ایک گرام کے دسویں حصہ کے برابر بھی اگر معدہ میں داخل ہو جائے تو پورا نظام انہضام اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور

دعا تھی اور یہی دعا ہے کہ میری آپا کی شادی حارث کے ساتھ ہو جائے اور وہ ان کے ساتھ بہت خوش رہیں۔“ راحیلہ نے پُرمسرت لہجے میں اسے بتایا۔

اور وہ اسے یوں دیکھنے لگی جیسے اس کی کوئی بات شہلا کو سنائی بھی نہ دے رہی ہو۔

☆☆☆

سنائی تو حارث کو بھی کچھ نہیں دے رہا تھا۔ ایک ذرا سی بے پروائی پہ گل کھلا جائے گی۔ وہ تو ایک ذمے دار بینک منیجر تھا...... مگر اب اسے ایک انتہائی غیر ذمے دار بینکر قرار دیا جا رہا تھا۔ ان دنوں وہ بدمزاج تو ہو ہی گیا تھا مگر وہ اپنے آپ سے بھی لڑ رہا تھا۔

”ہونہہ، میں جو یہ سمجھتا تھا کہ مجھ میں لوگوں کو پہچاننے کی بہت پرکھ ہے تو...... میں واقعی غلط سمجھتا تھا۔ یہ تو شاید سب سے زیادہ مشکل کام ہے...... خاص طور پر ان لوگوں کو...... جن کو ہم اپنا دوست بھی سمجھتے ہوں۔“

پھر بھی حارث کے دوست اس کی پریشانی میں اس کے ساتھ تھے۔ خاص طور پر ریحان اور عدیم تو اس کی پریشانی کو حل کروانے کے لیے سر توڑ کوشش کر رہے تھے۔

عدیم نے تو...... ساجد کے پاس اپنے ایک جرنلسٹ دوست تک کو بھیج دیا تھا کہ معلوم کرے کہ اس کا حارث کے ساتھ کوئی دشمنی کا معاملہ تو نہیں ہے۔

تب ساجد نے برملا کہا تھا...... وہ حارث کو صرف بینک منیجر کے طور پر جانتا ہے۔ اس سے قبل کبھی اس کی کسی دوسرے حوالے سے ملاقات نہیں ہوئی۔

”وہ ایک اچھا بینکر تھا مگر مجھے نہیں معلوم کہ اس کو ایسی کیا ضرورت پیش آگئی جو اس نے یہ غبن کیا اور اس

جگر فوراً مصروف عمل ہو جاتا ہے۔ سائنسی نقطۂ نظر سے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اس آرام کا وقفہ ایک سال میں ایک ماہ تو لازمی ہونا چاہیے...... جگر پر روزہ کی برکات میں سے ایک وہ ہے جو خون کے کیمیائی عمل پر اس کی اثر اندازی سے متعلق ہے۔ جگر کے انتہائی مشکل کاموں میں سے ایک اس توازن کو برقرار رکھنا بھی ہے جو غیر ہضم شدہ خوراک کے درمیان ہوتا ہے۔ روزے کے ذریعے جگر توانائی بخش کھانا ذخیرہ کرنے کے عمل سے بڑی حد تک آزاد ہو جاتا ہے۔ اس طرح جگر اپنی توانائی خون میں گلوبن globin پر جو جسم کے محفوظ رکھنے والے immunesystem کو تقویت دیتا ہے، کی پیداوار پر صرف کرسکتا ہے۔ روزے کے ذریعے گلے اور خوراک کی نالی کے بے حد حساس اعضا کو جو آرام نصیب ہوتا ہے، اس تحفے کی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی۔

پھیپھڑوں کی صفائی

پھیپھڑے براہِ راست خون صاف کرتے ہیں اور اس لیے ان پر براہِ راست روزے کے فوائد کا اثر ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہوا کی نالیاں صاف ہو جاتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ روزے کی حالت میں پھیپھڑے فضلات کو بڑی تیزی سے خارج کرتے ہیں۔ ان سے خون اچھی طرح صاف ہونے لگتا ہے اور خون کی صفائی سے تمام نظامِ جسمانی میں صحت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

از: ڈاکٹر نفیسہ نہال، لاہور

معاملے میں میرا نام بھی ملوث کیا...... جبکہ میرا نام ایسے معاملات سے کوسوں دور رہنے والا ہے اگر میں چاہوں تو ہتکِ عزت کا دعویٰ بھی کرسکتا ہوں...... یہ میری شرافت ہے جو میں خاموش ہوں۔"

مگر اس کی ان تمام باتوں سے عدیم کی تشفی نہیں ہوئی تھی تب اس نے اپنے بڑے بھائی ندیم خان سے استفسار کیا۔

"ندیم بھائی...... یہ ساجد یہ بوتیک اور کمرشل بنانے والا شخص کیسا ہے؟ آپ جانتے ہیں اس کو؟"

"اچھا ہے...... اس کے بنائے ہوئے کمرشل خاصے یونیک ہونے کے ساتھ خوب صورت بھی ہوا کرتے ہیں۔" ندیم نے اپنے چھوٹے بھائی عدیم کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر اس نے تو میرے دوست حارث کے ساتھ خاصی جعلسازی کر ڈالی۔" عدیم..... نے اپنے بھائی کو بتایا۔

"حیرت ہے، ساجد کوئی کرمنل شخص تو نہیں ہے، جو وہ ایسی حرکتیں کرے گا...... اس کا تو شہر میں اپنا نام اور عزت ہے۔"

"یہی تو مجھے پریشانی ہے کہ اس نے حارث کو ایک غلط چیک دے کر کیوں نقصان پہنچایا؟"

"ہوسکتا ہے، حارث کو غلط فہمی ہوگئی ہو۔"

"نہیں بھائی...... اس نے ایسا دانستہ کیا ہے، میرا دوست تو پریشان ہوگیا ہے۔"

"میں معلوم کروں گا کہ اس کے اپنے نجی دوستوں کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں۔ وہ کوئی پاگل تو نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ایک شریف بینک منیجر کو پریشان کر ڈالے۔" ندیم خان نے اپنے بھائی کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ وہ

ضرور اس کے بارے میں معلومات کروائے گا۔

☆☆☆

"وہ پاگل تو نہیں مگر تھوڑا سا سائیکی ضرور ہے...... کئی مرتبہ اس کو نفسیاتی اسپتال میں ایڈمٹ بھی ہونا پڑا تھا اور ایک نفسیاتی مریض کچھ بھی کر سکتا ہے۔" حارث کے دوست ریحان نے اسے ساجد کے بارے میں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر اس پاگل یا سائیکی کا میں نے کیا بگاڑا تھا جو اس نے میرے ساتھ ایسا کیا؟"

"ہاں یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اسے تم سے کیا پرخاش ہو سکتی تھی۔"

"تو معلوم کرو ناں کہ اس نے اپنے غلیظ منصوبے میں مجھے ہی کیوں نشانہ بنایا۔"

"کرتا ہوں معلوم...... تم صبر کرو، میں وہ جلد اس کے قریبی دوستوں سے کچھ نہ کچھ اگلوانے میں کامیاب ہو جاؤں گا...... مگر ایک پریشانی ہے۔"

"کیسی پریشانی......؟" حارث نے حیرت سے پوچھا۔

"اس کے آفس میں کام کروانے والوں کی تعداد لڑکیوں کی زیادہ ہے، لڑکے تو گنے چنے ہی ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی غلط شخص ہے۔" حارث نے کچھ سوچ کر کہا...... "پیسے لٹانے کے لیے جعلی چیک بھی چلاتا پھرتا ہے۔"

"نہیں...... ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔"

"او...... وہ راجا اندر، بہت شریف ہے اور اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔" حارث کو غصہ آ گیا کہ کوئی بھی شخص اس کی بات سمجھنے کو تیار نہیں ہو رہا تھا۔

"ہاں، یار...... ایسا ہی کچھ ہے، وہ تو خیراتی ادارے تک چلا رہا ہے...... اسے کیا ضرورت پڑی تھی کہ خواہ مخواہ کا فراڈ کرے...... وہ تو خود اپنے پاس سے پیسے خرچ کر رہا ہے۔" ریحان نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں یا اس شخص سے مجھے کوئی ذاتی پرخاش ہے......" اب حارث کا غصہ بڑھ ہی تو گیا تھا۔

"یار تم اپنے غصے پر قابو پاؤ...... مجھے معلوم ہے کہ اس پریشانی نے تمہیں بے سکون کر رکھا ہے مگر میں سب معلوم کر لوں گا...... اور ساجد کے بارے میں جلد معلومات اکٹھی کر کے تم تک پہنچاؤں گا کہ ایک شریف شخص ہونے کے باوجود اس نے یہ غیر شریفانہ حرکت کیوں کی۔"

"ٹھیک ہے، میں انتظار کروں گا۔" حارث کی مسکراہٹ پھیکی بھی تھی اور بے جان بھی۔ اس کی شکل دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی مریض اسپتال سے وقت سے پہلے ڈسچارج کر دیا گیا ہو۔

☆☆☆

خالہ کی طبیعت خرابی کی وجہ سے میں نے آفس سے دو دن کی چھٹی کیا کر لی تھی...... ندیم خان نے پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔

"مس صبا آپ کے میگزین کی کاپی آج پریس میں جانے والی ہے...... کم از کم تھوڑی دیر کے لیے تو آفس آ جائیں۔"

"سر میں نے آپ کو بتایا تو تھا خالہ کی طبیعت خراب ہے۔ میگزین کا سارا کام میں کر کے آئی ہوں۔"

"مگر آپ کا آنا ضروری ہے۔"

''تمہارے میگزین کی کاپی تو پریس میں جا چکی ہے...... پیسٹنگ کا کام ہم نے دیکھ لیا تھا...... اب آنے کا کیا فائدہ ہوا؟'' جب میں آئی تو ناعمہ نے تمسخر سے کہا۔

اور جب بھی بات میں نے سر ندیم سے کہی تو وہ مسکراہٹ داب کر بولے۔

''مجھے تو اپنا ہر کام اپنی موجودگی میں کروانا اچھا لگتا ہے...... اس لیے آپ کو بلوایا تھا۔''

''مگر اب کام کہاں رہ گیا......'' مجھے خواہ مخواہ کھسیاہٹ سی ہو رہی تھی۔

''اخبار کے دفتر میں بیٹھ کر آپ کہہ رہی ہیں کہ یہاں کوئی کام نہیں ہے۔ ارے بھئی بریکنگ نیوز تو ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔''

''مجھے خبریں لکھنا کرنا نہیں آتا۔''

''نہیں آتا تو سیکھو......''

''اچھا، اب میں جاؤں......''

''ٹھیک ہے جاؤ......''

''میرے پندرہ بیس منٹ کے آنے کا کوئی فائدہ تو نہیں ہوا ناں......''

''یہ تو آپ کہہ رہی ہیں۔ ہاں تو کل پھر آ رہی ہیں ناں......''

''سر، میری کل کی بھی چھٹی ہے۔''

''اوکے...... میں بھول گیا مگر شاید میں کل آفس میں نہ ہوں...... تو آپ تھوڑی دیر ہی کے لیے آ جائیے گا۔''

''میں کیا یہاں پاس لگی ہوئی ہوں جو تھوڑی دیر کے لیے آ جاؤں......'' مجھے سر کی بات پر ہنسی آ گئی۔

''کل ایک بڑی شخصیت اپنا انٹرویو دینے خود آفس آ رہی ہیں اور تمہیں اُن کے استقبال کے لیے یہاں موجود ہونا چاہیے۔''

''مگر اُن کا انٹرویو تو ناعمہ کر رہی ہے نا؟'' میں نے حیرت سے کہا۔

''ہاں...... استقبال کے لیے آپ بھی ہوں گی۔''

اور یوں جب میں اگلے دن آئی...... تو وہ آفس میں موجود تھے اور پروگرام تبدیل ہو جانے کے باعث ناعمہ ان خاتون کا انٹرویو کرنے اُن کی رہائش گاہ پر جا چکی تھی۔

''ارے، جب پروگرام چینج ہو گیا تھا تو کیا آپ مجھے بتا نہیں سکتے تھے۔''

''مجھے یاد ہی نہیں رہا......'' ان کے لہجے میں بے پروائی تھی۔

''کیا یاد نہیں رہا؟''

''یہی کہ آج کوئی انٹرویو ہے؟''

''مگر میں تو خواہ مخواہ آ کر خوار ہوئی ناں۔''

''اگر آپ نہ آتیں تو یہ جو اتنے سارے برگر آ گئے ہیں وہ تو ڈسٹ بن میں جاتے ناں؟''

''ہاں...... بہت چٹو ہوں ناں میں جو پلیٹ بھر کے کھا جاؤں گی۔''

''مجھے تو پتا نہیں...... ابھی آپ ہی کسی سے کہہ رہی تھیں کہ خالہ کو ڈاکٹر کے پاس اتنی دیر ہو گئی کہ آج آپ نے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا...... اور ناشتا بھی آپ نہیں کرتیں۔'' وہ بول رہے تھے اور میں حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی کہ ایسا ہی باس اپنے ورکر کا خیر خواہ ہوا کرتا ہے جو اس حد تک ان کا خیال رکھے۔

اس وقت میں واقعی بھوکی تھی...... اور اب ان کے سامنے بیٹھی بڑی رغبت سے برگر کھا رہی تھی۔ وہ جو بظاہر اپنے کام میں محو تھے مگر ان کی ساری توجہ صرف اور صرف صبا کی ہی جانب تھی اور اسے یوں کھاتا دیکھ کر وہ ایسے خوش ہو رہے تھے جیسے کہ وہ خود کھا رہے ہوں۔

☆☆☆

سرخ زرتار لباس میں راحیلہ، ہمیشہ سے کہیں زیادہ پیاری لگ رہی تھی اور دولہا بنا کریم خوش ہونے کے بجائے رنجیدہ سا بیٹھا تھا۔ اس کو اپنی دلہن سے کسی قسم کی کوئی انسیت تک محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

لوگوں کے ہنسی مذاق اس کے کانوں میں ایک زہر سا گھول رہے تھے اور وہ دیوانوں کی طرح صرف شہلا ہی کو دیکھے جا رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں اورنج پلین سلکی سوٹ پہنے شہلا کا ہی سراپا رقصاں تھا۔

جب اسے وہ سلامی کا لفافہ دینے آئی تو وہ اس کی گہری براؤن آنکھوں کے سوا کچھ دیکھ ہی نہیں پایا۔

''ارے دیکھو تو سہی...... سالی نے سلامی میں کیا دیا؟'' اس کی بہنوں نے کہنی مار کر اس سے پوچھا۔

''پتا نہیں......'' اس کی نظریں ہنوز اس کے گرد گھوم رہی تھیں۔

اور جب وہ راحیلہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کے پہلو میں بٹھا رہی تھی تب بھی وہ اپنی دلہن کو دیکھنے کے بجائے شہلا کے لمبے بالوں میں ہی الجھا ہوا تھا۔

''شہلا کے بال بھی کتنے خوب صورت ہیں...... کسی آبشار کی طرح اس کی پشت پر پھیلے ہوئے ہیں۔'' کسی کزن نے اس کے اور راحیلہ کے مابین شیشہ لا کر رکھ دیا تھا کہ اپنی دلہن کو پہلے آئینے میں دیکھو۔

اور وہ ہنس دیا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جسے بغیر آئینے کے دیکھنے کو دل نہ چاہے اسے آئینے میں دیکھ کر کیا کروں گا۔

''کریم بیٹا تم کہو...... راحیلہ میں تمہارا غلام......'' کسی رشتے دار خاتون نے ٹھٹا لگا کر اس سے کہا تھا...... تو وہ فوراً بول اٹھا تھا۔

''راحیلہ...... تم میری غلام......'' تو اس پر ہنسی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''بھئی دولہا میاں بے حد شرارتی ہیں، اپنی پُر مزاح باتوں سے کبھی باز نہیں آتے۔''

اور راحیلہ بھی اس کی اوندھی باتیں سن کر مسکرا رہی تھی۔

رہا دھر وہ دیوانہ سا بنا...... شہلا کو دیکھے جا رہا تھا۔ جیسے اسے اپنی آنکھوں میں بھر رہا ہو۔ وہ کسی کی بات پر ہنسی...... تو اسے یوں لگا ایسی خوب صورت ہنسی کی کھنک اس سے قبل اس نے سنی ہی نہیں ہو۔ منہ پر آئے بال...... جھٹک کر اس نے پیچھے کیے تو اس کا دودھیا چہرہ اس کے سامنے مزید روشن ہو گیا۔

''یہ دونوں بہنیں...... واقعی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔'' اس نے سوچا۔

''ایک بے انتہا حسین اور دوسری پر حسن کی چھینٹ تک نہیں ہے۔'' اس نے پاس بیٹھی ہوئی اپنی دلہن پر ایک نظر ڈالی۔ تو اس کا دل گھبرانے سا لگا۔ یہی وجہ تھی کہ شب عروسی اس کا لہجہ خاصا کھردرا سا تھا۔

''تم سمجھ رہی ہو گی کہ دلہن بن کر تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔'' کریم نے کمرے میں داخل ہو کر اس پر ایک گہری نظر ڈال کر کہا۔

''ہاں؟'' وہ شرما کر بولی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اب وہ ہنستے ہنساتے اس کی تعریفوں کے پل باندھ دے گا۔

''غلط فہمی ہے تمہاری...... سو فی صد غلط فہمی......'' وہ تمسخر سے ہنسا۔

''جی؟'' وہ حیرت سے بولی اور گھونگٹ بھی اس نے خود ہی الٹ دیا تھا۔

کریم کا لہجہ قطعی اجنبی تھا، یہ تو وہ کریم تھا ہی نہیں جو اُن کے گھر کے آنگن میں بیٹھ کر بلند آواز میں ہنستے

ہوئے اس کی تعریفیں کرتے ہوئے بھی تھکتا نہیں تھا۔

''آپ مذاق کر رہے ہیں ناں......؟'' راحیلہ نے ازخود پوچھا۔

''نہیں، میں سچ بول رہا ہوں۔'' وہ بے رحم لہجے میں بولا۔ ''پتا نہیں، کیوں میں نے تم سے شادی کر لی۔''

''جی......'' وہ سراسیمہ سی اسے تکے چلی جا رہی تھی۔

''سنو...... بے حد عام سی شکل صورت کی لڑکی بھی بھی کبھار اچھی لگا کرتی ہے...... مگر تم اتنی بھی نہیں لگ رہی ہو۔ تمہاری شکل دیکھ کر مجھے غصہ آ رہا ہے۔''

''غصہ آ رہا ہے......؟'' اس نے سسکی لی اور آنسو بھل بھل بہنے لگے۔

''مت آنسو بہاؤ...... گرمی کی شدت کی وجہ سے تمہارا میک اپ جہاں، جہاں سے ہٹ گیا ہے وہاں سے تمہاری کالی رنگت صاف نظر آ رہی ہے...... اور تمہیں دیکھ کر مجھے اپنی بدقسمتی کا احساس ہو رہا ہے کہ یہ تھا میرا نصیب کہ تم جیسی لڑکی سے میری شادی ہو گئی ہے۔''

''یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ کو تو میرا جیسا...... کوئی لگتا ہی نہیں تھا۔'' وہ اپنے آنسو خود ہی پونچھ کر ہمت سے بولی۔

''پاگل ہوں کیا میں جسے صحیح اور غلط کی تمیز ہی نہیں...... اور اگر میں جھوٹ بولتا رہا تو تم آنکھیں بند کر کے کیوں یقین کرتی چلی گئیں۔''

''تو کیا مجھے یقین نہیں کرنا چاہیے تھا؟''

''نہیں...... ہرگز نہیں، تم کیا ہو، کیا تم خود نہیں جانتیں یا کبھی آئینہ نہیں دیکھا......؟'' وہ جی بھر کر اس کی ہنسی اڑا رہا تھا۔ ''یا اگر آئینہ دیکھا...... تو اس نے تمہیں کچھ بتایا ہی نہیں، آئینہ تو جھوٹ نہیں بولا کرتا، کیا آئینوں نے بھی تم سے جھوٹ بولا تھا......'' اس نے کرختگی سے پوچھا۔

''ہاں کریم...... جب محبت کا خمار چڑھ جائے تو آئینے بھی جھوٹ بولنے لگتے ہیں...... مجھے تو واقعی پتا ہی نہیں چلا کہ آپ مجھ سے محبت کے پردے میں نفرت کیا کرتے ہیں۔''

''چلو...... اب تو پتا چل گیا ناں......'' وہ مسکرایا۔

''ہاں، اب میں جان گئی ہوں کہ آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے......'' وہ بے بسی سے بولی۔

''مگر نفرت کرنے والوں سے شادی تو نہیں کی جاتی ناں...... ایسا تو میں نے کبھی نہ سنا کہ جس سے نفرت ہو...... اسی سے جھوٹ بول کر شادی کر لی جائے۔''

''یہ بھی میری مجبوری تھی، ورنہ تم اس قابل کہاں تھیں۔''

''ایسی کیا مجبوری ہے آپ کے ساتھ؟''

''میری مجبوری کا نام شہلا ہے۔ صرف شہلا کو پانے کے لیے میں نے تم سے شادی کی ہے۔ اگر میں تم سے شادی نہ کرتا تو تمہارے گھر میں، میرا آنا جانا بند ہو جاتا۔''

''پھر مجھ سے شادی کے بعد تو آپ، آپا سے دور ہو گئے۔''

''نہیں ہوا ہوں دور......'' وہ مسکرایا۔ ''میں جان چکا ہوں...... تم شہلا کی کمزوری ہو۔ شہلا...... تم سے بہت محبت کرتی ہے ناں......''

''تو پھر......؟''

''تمہارے حوالے سے شہلا اب مجھ سے بھی بہت محبت کرے گی۔''

"آپ جانتے ہی نہیں ہیں، آپا کی شادی بہت جلد اُن کی پسند سے ہو جائے گی۔"

"اللہ نہ کرے......!" کریم نے اس کے منہ پر سختی سے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور وہ اسے پھٹی، پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

☆☆☆

شادی کے بعد جس طرح لڑکیاں بھاگ، بھاگ کر اپنے میکے آیا کرتی ہیں......راحیلہ بالکل بھی نہیں آ رہی تھی۔ شہلا نے ماں سے کہا تو انہوں نے جواباً کہا۔

"وہ چھوٹی آپا کی خدمت میں ہی اتنی مصروف ہو گئی ہے...... کہ کئی دفعہ میں نے بھی کہا تو اس نے منع کر دیا۔"

ولیمہ گھر میں ہی ہوا تھا......مگر اس میں بھی وہ بجھی، بجھی سی تھی۔

"کیا بات ہے راحیلہ......اتنی چپ چپ کیوں ہو......؟" اس نے بہن سے پوچھا تھا۔

"جب خوشیاں اتنی زیادہ مل جائیں تو ہر شخص حواس باختہ سا ہو جاتا ہے۔" کریم اسے دیکھ کر بولا تھا۔

"مگر میری بہن بے حد ہوش مند ہے......وہ حواس باختہ ہونے والی نہیں ہے۔"

"تو تمہارے سامنے ہی میں پوچھ لیتا ہوں۔ ہاں بھئی راحیلہ تم اپنی بہن کو یہ بتاؤ کہ شادی سے پہلے خوش تھیں یا بعد میں۔"

"شادی کے بعد زیادہ خوش ہوں۔" اس نے نظریں جھکا کر کہا تھا۔

"اچھا......تو کیا تم اپنے میکے کو بھول گئی ہو۔" شہلا نے ہنس کر پوچھا تھا۔

"ارے بھئی اپنے میکے کو کون بھولا کرتا ہے، وہ تو راحیلہ آئے گی اور بار، بار آئے گی۔"

"مگر میں واقعی بھول گئی ہوں، خالہ کے پاس آ کر مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ ہے ناں خالہ......" برابر بیٹھی ہوئی خالہ سے اس نے چاہت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

اس کا ولیمہ اس کی شادی کے بارہ دن بعد ہوا تھا......اور اس نے آتے ہی خالہ کا ہر کام جیسے اپنے ذمے لے لیا تھا۔

"سچ کہہ رہی ہے راحیلہ، مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے کہ میرے گھر میں کوئی بہو نہیں بلکہ بیٹی آئی ہے۔" چھوٹی خالہ نے بھی انتہائی محبت سے کہا تھا اور بات آئی گئی ہو گئی تھی۔

☆☆☆

رمضان المبارک کی وجہ سے آفس کے آنے جانے کے اوقات تبدیل ہو گئے تھے......مگر پھر بھی لڑکوں کو رات گئے تک رُکنا پڑ جاتا تھا۔

ندیم خان تو سحری کے بعد ہی گھر جایا کرتے تھے، رمضان میں اکثر آفس ورکرز سحری باہر بھی کر رہے تھے۔ اور اگلے دن آفس آ کر اس کی روداد سنائی جاتی۔

"اب سحری کرنے کا زیادہ مزہ ہوٹل میں آتا ہے۔ کتنی ساری چیزیں ہوتی ہیں......جو بندہ کھاتا چلا جائے۔ ساجد مزے لے، لے کر بتاتا۔

"گھر میں تو ہمیشہ میرے ساتھ یہی ہوتا ہے کہ آنکھ ہی جب کھلتی ہے جب ٹائم ختم ہونے والا ہوتا ہے تو بس جلدی، جلدی جو نظر آیا حلق میں ٹھونس کر پانی پی لیتا ہوں۔" محسن بھی باہر کھانے کا شیدائی تھا۔

"تمہارے گھر والے......تمہیں سحری کے وقت کیا جگاتے نہیں ہیں۔" ناعمہ کو سن کر خاصا تعجب ہو رہا تھا کہ

ایسا ایک آدھ مرتبہ تو ہو سکتا ہے مگر روزانہ کیسے ہو سکتا ہے۔

''میرا اپنا گھر تو اس شہر میں ہے نہیں...... جن رشتے داروں کے گھر میں پے انگ گیسٹ کے طور پر رہتا ہوں...... وہ لوگ سحری میں اٹھتے ہی نہیں ہیں یا پھر بغیر سحری کے روزے رکھنے کے عادی ہوں گے۔''

''میں تو اپنے گھر میں رہتا ہوں مگر سحری پھر بھی ٹھیک سے نہیں کر پاتا......'' صفدر نے بھی دہائی دے ڈالی۔

''ویسے تو بڑے ایکٹو بنتے ہو، سحری کے وقت کیا اٹھا نہیں جاتا......''

''بات صرف یہ ہے کہ میری والدہ بیمار ہیں...... اور وہ روزے نہیں رکھ پاتیں مگر میرے لیے سحری کے پراٹھے رات کو ہی پکوا کے رکھ دیتی ہیں...... نیند میں اٹھ کر مجھ سے کوئی کام ہوتا نہیں اور ٹھنڈے پراٹھے کھائے نہیں جاتے......'' یوں صفدر بھی گھر میں سحری کرنے کے حق میں نہیں تھا۔

''چلو ایک سحری میری طرف سے اور وہ بھی آپ کے پسندیدہ ہوٹل میں......'' ایک دن سب کی روداد سنتے ہوئے ندیم خان نے پُرمحبت لہجے میں سب سے کہا۔

''کیا واقعی......؟ ہم کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں سحری کریں گے؟'' ساجد نے مسکرا کر پوچھا۔

''ہاں، بالکل......''

''کیا اس سحری میں لڑکیاں بھی انوائٹڈ ہیں؟'' فرزانہ نے دلی خوشی چھپاتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں، ہاں آپ سب انوائٹڈ ہیں۔'' ندیم خان نے ایک اچٹتی سی نظر اس پر ڈالتے ہوئے کہا۔

''ڈن......!''

لڑکوں کے ساتھ، لڑکیوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔

''کیا خیال ہے، کمنگ ویک اینڈ رکھ لیا جائے؟'' اسے خاموش دیکھ کر ندیم خان نے اسی سے پوچھ ڈالا۔

''سوری سر، میں سحری کے لیے نہیں آسکوں گی۔''

''کیوں بھئی؟'' حیرت سے پوچھا گیا۔ ''آپ کا پورا اسٹاف آرہا ہے۔ تو آپ کیوں غیر حاضری رہیں گی۔'' ندیم خان کی بات بھی کسی حد تک صحیح تھی۔

''وہ...... دراصل سحری باہر جا کر کرنے کی اجازت مجھے گھر سے نہیں مل سکے گی۔''

''تم کوئی بہانہ کر دینا۔'' ماہ رخ نے کہا۔

''میں بہانے کرنے کی عادی نہیں ہوں۔'' اس کا لہجہ فرزانہ کو خاصا برا لگا۔

''اوہ...... تو تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ ہم سب بہانے باز ہیں۔''

''میں نے بھلا ایسا کب کہا؟''

''نہیں بھئی...... یہ بات نہیں ہے۔'' ماہ رخ نے فرزانہ کو مزید کچھ کہنے سے روکا۔

''تو پھر بات کیا ہے......؟'' فرزانہ کے ماتھے کی شکنیں ہنوز موجود تھیں۔

''ہماری صبا کے ساتھ ایک مسئلہ ہے کہ وہ جب بھی بولتی ہیں، سچ کے سوا کچھ نہیں بولتیں۔ پروڈکشن ہاؤسز میں کام کرنے کے اثرات تو آہی جاتے ہیں ناں......'' ماہ رخ نے تمسخرانہ لہجے میں کہا تو فرزانہ بھی تائیدی ہنسی ہنس دی۔

''آپ سب لوگ شرکت کیجیے، ایک میرے شرکت نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا......'' اس نے ماہ رخ کی بات کو قطعی نظر انداز کر دیا تھا کہ ہر شخص کی ہر بات کا جواب دینا بھی نہیں چاہیے۔

''جیسی تمہاری مرضی......'' فرزانہ نے کاندھے اچکائے۔

''اگر تم آجاتیں تو اچھا لگتا کم از کم واپسی پر تم مجھے گھر تک ڈراپ کر دیتیں۔'' ناعمہ نے مسکرا کر کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں، یہ کام محسن بخوشی کر لے گا...... اس کا گھر آپ کے گھر سے بہت زیادہ دور نہیں ہے مگر میرا آنا واقعی مشکل ہے۔''

''نہیں بھئی...... ہمارے لیے سب ورکرز برابر ہیں، سحری کا پروگرام کینسل...... اب ہم کسی دن اپنے آفس میں ایک ساتھ افطاری کریں گے اور افطاری کسی بہت اچھی جگہ سے ارینج کروالیں گے۔'' ندیم خان بولے۔

''سر! پھر تو کسی کے لیے کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوگا۔'' ناعمہ نے کہا۔

''آپ لوگ مسائل کے بغیر کیسے رہ سکتی ہیں...... اس لیے میری رائے ہے کہ ہر لڑکی ایک، ایک ڈش بنا کر لے آئے تاکہ ہمیں بھی تو پتا چلے کہ آپ لوگ کس طرح اپنے گھر میں افطار کیا کرتی ہیں۔'' صفدر نے ہنس کر کہا تو ساجد کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

''واؤ یہ ہوئی ناں بات...... ہم کو بھی تو پتا چلے کہ آپ سب کا قلم تو خوب چلتا ہے اب کفگیر کیسے چلتا ہے اور کچن سے کتنی دوستی ہے۔'' محسن نے بھی ہنس کر لڑکیوں کو چھیڑا۔

''مگر یہ سب میرا پلان ہرگز نہیں ہے۔'' ندیم خان کو بھی یہ سب سن کر لطف آرہا تھا کہ لڑکوں کی یہ بات انہیں قطعی پسند نہیں آرہی تھی۔

''سر پھر تو یہ ون ڈش پارٹی ہوگئی، آپ کی جانب سے افطاری کی دعوت تو نہیں ہوئی ناں......'' فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

''مجھے تو کوکنگ آتی ہی نہیں۔'' ماہ رخ نے جیسے اعلان کیا۔

''اور میں کچن میں جاتی تک نہیں ہوں۔'' ہیلا اور عابدہ کا بیان بھی آگیا۔

''روزے میں تو میں کوکنگ کر ہی نہیں سکتی۔'' فرزانہ نے بھی کہہ دیا تھا۔

''شادی کے بعد ساجد کیا بغیر سحری کے روزے رکھا کرے گا؟'' محسن بڑبڑایا۔

''شادی سے پہلے ہم ساجد کو کوکنگ کلاسز کروادیں گے۔'' صفدر نے بھی لقمہ دیا۔

''سر، میں بنالاؤں گی افطاری...... '' اب میں نے سب کی باتیں سن کر دھیمے لہجے میں کہا۔

''آپ بھی رہنے دیں، ہم باہر سے ارینج کرتو رہے ہیں۔'' ندیم خان نے کہا۔

''تو سر، میں تو ضرور لاؤں گی...... افطاری میں جب تک گھر کی بنی ہوئی چند چیزیں نہ ہوں تو سواد کہاں آتا ہے۔''

''بعض لوگوں کو ہر چیز گھر میں بنانے کی پریشانی ہوا کرتی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ وہ چاٹ مسالا تک خود بناتے ہیں...... ارے بھئی جس کا کام اسی کو ساجھے...... بازار میں اب ہر چیز اور بہترین چیز مل جاتی ہے۔'' فرزانہ نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

''سچ کہہ رہی ہو فرزانہ تم...... ہمارا گھرانا بھی کچھ اسی قسم کا ہے۔ ہر چیز گھر میں بنا کر اور کھا کر خوش ہوا کرتے ہیں...... جو باہر کے مقابلے میں شاید کم ذائقے دار ہوتی ہوں مگر گھر میں صفائی سے بنی ہوتی ہے اور ہم اسی میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اور پھر مقررہ دن میں ڈھیروں معدنی سموسے، فروٹ چاٹ، دہی بڑے، میٹھی چٹنی اور بالائی والی کھجوریں...... جس کی گٹھلی نکال کر اس میں بادام کھوئے میں لپیٹ کر رکھا تھا...... اور اوپر سے ٹھنڈی بالائی چڑھا

کر انہیں ٹھنڈا کر دیا گیا تھا اور جسے کھاتے ہوئے ہر ایک کو بہت مزہ آرہا تھا اور ہر کھجور میں ایک ٹوتھ پک لگایا گیا تھا کہ اسے کھاتے ہوئے کسی کے ہاتھ بھی چپکنے نہ ہونے پائیں۔

"مس صبا...... کیا آپ نے کوکنگ کا کوئی کورس وغیرہ کررکھا ہے...... جو ہر چیز اتنی عمدہ بنا کر لائی ہیں...... کہ باہر سے آئی ہوئی کسی چیز کو کھانے کو دل نہیں چاہ رہا......" ندیم خان نے پوچھا۔

"سر...... میں نے کھانا پکانا اپنی امی سے سیکھا ہے...... ہمارے ہاں ہمیشہ سے افطاری اور سحری کے لیے بہت اہتمام ہوتا ہے مگر اس طرح کہ کبھی کوئی چیز بنالی تو کبھی کوئی...... مگر بنتی سب گھر میں ہی ہیں۔"

"میں سچ کہہ رہا ہوں کہ آج سے قبل اتنی اچھی اور لذیذ افطاری میں نے نہیں کی تھی......" صفدر کے ساتھ محسن نے بھی کہا اور پھر سب نے ہی کہا۔

"اب تو لازمی ہے کہ اخبار میں لذیذ پکوان کے پورشن کا انچارج صبا کو بنادینا چاہیے...... کہ خواہ مخواہ کھانا پکانے کی کتب بار، بار چھاپی جاتی ہیں...... صبا، تمام گھریلو ترکیبیں اپنے حساب سے لکھے گی تو شاید اسی وجہ سے اخبار کی سرکولیشن بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔" فرزانہ نے ہنس کر کہا۔

ناعمہ بھی مشورے دے رہی تھی اور ماہ رخ بھی...... مگر ندیم خان کو اپنی آپا کی باتیں یاد آرہی تھیں۔

"ارے آج کل کی لڑکیوں کو صرف کھانے سے دلچسپی ہوتی ہے مگر پکانے سے نہیں...... تمہاری شادی کے بعد بھی امی کو باورچی خانے کا نظام دیکھنے سے چھٹی نہیں ملنے والی کہ مجھے تو آج کل ایسی لڑکیاں نظر ہی نہیں آرہیں۔" مگر یہ صبا تو سو فی صد ویسی ہی لڑکی تھی جیسا وہ سوچا کرتا تھا، اس کی پسند کا ہر رنگ اس میں موجود تھا۔

"یہ کھجوریں بھی آپ نے خود بنائی ہیں؟" اس نے خوش دلی سے کھاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"یہ تو امی نے بنائی ہیں مگر اتنی مرتبہ میرے سامنے بنی ہیں کہ اس کا بنانا کوئی مشکل ہی نہیں......" وہ سادگی سے بولی تھی۔

اس کی یہی صاف گوئی تو اسے پسند تھی...... اگر وہ جھوٹ بولنا چاہتی تو بول سکتی تھی مگر اس نے برملا اعتراف کیا کہ یہ اس کی ماں نے بنائی ہیں۔

"آج کی یہ افطاری...... واقعی یادگار ہوگئی...... اس کے لیے ندیم سر، ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں......" آفس کے سب اراکین چلتے سے اس سے کہہ رہے تھے۔

"آپ میرا نہیں، مس صبا کا شکریہ ادا کیجیے جو اتنے مزے کی اور اتنی ڈھیر افطاری بنا کر لائی ہیں۔" اس نے مسکرا کر صبا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یار کیا چاہتا ہے تو......؟" تب فرید نے ندیم راز داری سے کہا۔ "تیرے نام کے ساتھ صبا کا نام بھی آئے۔"

"نہیں تو......" اس نے گھبرا کر فرید کو دیکھا۔

"پھر کیوں...... صبا کا شکریہ ادا کروا رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے......" وہ کھسیا کر مسکرایا اور بلند لہجے میں بولا۔

"سب سے زیادہ شکریہ فرید صاحب کا...... جن کے آفس میں بیٹھ کر ہم سب نے روزہ کھولا......" اور فرید مسکراتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

☆☆☆

ہاں سر تو میرا گھوم گیا تھا...... رئیسہ آنٹی، میرے سامنے شاپنگ مال سے نکل رہی تھیں اور میں ان کو دیکھ کر پتھری ہوگئی تھی اور پھر انہوں نے مجھے دیکھا...... اور اپنی صبا کو بیگانگی سے دیکھتی چلی گئیں۔

میرا دل چاہا تھا کہ چیخ کر انہیں پکاروں اور انہیں بتاؤں ۔" میں یہاں ہوں، آپ کے بے حد قریب...... آپ یقیناً اپنی صبا کو ڈھونڈ رہی ہیں...... دیکھیے میں آپ کے پاس ہوں، آنٹی پلیز...... میں یہاں ہوں، آپ کے پاس۔"

مگر حلق ایسا سوکھ گیا تھا کہ چاہتے ہوئے بھی کوئی آواز ہی نکل پا رہی تھی...... اور میں گنگ سی کھڑی تھی۔

"آنٹی......" جب آواز نکلی...... تو وہ لوگوں کی بھیڑ میں کھو چکی تھیں اور کوئی دوسری خاتون میرا شانہ ہلا کر مجھ سے پوچھ رہی تھیں۔

"تم نے مجھے پکارا تھا؟"

"نہیں......" میں کھوئے، کھوئے لہجے میں کہا اور سوچا...... جن کو میں پکارنا چاہ رہی تھی وہ تو چلی بھی گئیں۔

"فرح خالہ......! اس دن کتابوں کی نمائش میں آپ نے کیا رئیسہ آنٹی کو واقعی دیکھا تھا؟" گھر آ کر میں نے پہلی بات یہی کی تھی۔

"نہیں بھئی...... اگر وہ ہوتیں تو مجھے دیکھ کر رکتیں تو سہی...... مگر وہ تو رکی ہی نہیں۔"

"انہوں نے آپ کی آواز نہیں سنی ہوگی۔"

"کیا پانچ گز کے فاصلے پر کھڑے ہو کر تمہیں میری آواز نہیں آئے گی، اور تم تو میری آواز کو ویسے بھی نقارہ کہا کرتی ہو۔ وہ یقیناً کوئی اور ہوں گی۔" فرح خالہ اپنے موقف پر قائم تھیں۔

"سنو وہ رئیسہ بیگم ہی ہوں گی اور جان بوجھ کر تمہیں نظر انداز کرتی ہوئی چلی گئی ہوں گی۔" امی نے ہماری باتیں سن کر اپنی رائے دی۔

"مگر وہ ایسا کیوں کریں گی؟"

"جب کوئی اپنے پرانے حساب بے باق نہ کرنا چاہے تو وہ پھر بھاگتا تو ہے ناں......"

"آپا...... اگر وہ نہیں چاہیں گی...... تو ہم کوئی زبردستی تو اپنی بیٹی ان کے سر منڈھ نہیں رہے۔" فرح خالہ کو بھی امی کی رائے سے اختلاف تھا۔

"ہو سکتا ہے اُن کے بیٹے کی شادی ہو چکی ہو...... اور اپنی بہو کے سامنے اپنے بیٹے سے متعلق کوئی بات بھی کھولنا نہ چاہ رہی ہوں۔"

"ایسی باتیں تو لڑکیوں کی چھپائی جاتی ہیں...... لڑکوں کو تو ان تمام معاملات سے کوئی فرق نہیں پڑا کرتا......"

"ہو سکتا ہے ان کے بیٹے کو فرق پڑتا ہو۔" امی اپنی بات پر قائم تھیں۔

☆☆☆

"ہاں بالکل فرق نہیں پڑتا...... اور میں سامنے آ کر اپنے انداز میں بات بھی کرتی اور بے بھاؤ کی الگ سناتی بھی مگر میں تو اپنے عامر کی وجہ سے مجبور ہوں ناں...... جس کا باپ اگر زندہ ہوتا تو شاید وہ اس چھپکلی کو اس کے سامنے کب کا حاضر کر چکا ہوتا۔" رئیسہ بیگم...... اپنی چھوٹی بہن کو اپنی روداد سنا رہی تھیں۔

"اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی...... آپ ان لوگوں سے ڈر رہی ہیں...... جو خود ہی کہیں کھو گئے ہیں۔"

"وہ نہیں کھوئے...... روپوش تو میں ہوئی تھی، دیور کی مقدمے بازیوں میں جب پیسہ پانی کی طرح بہہ گیا تو میرا میاں نوکری کرنے لگا اور بیماری میں بغیر دواؤں کے رہا تو چل بسا بیچارہ، تو یہ غم بھی مجھے بے وجہ ہی لگا ناں...... مگر یہ دیکھو کہ پیسہ ختم ہونے کے باوجود بیٹے کے دماغ پر بھوت کی طرح صبا چھائی رہی...... جائداد بک

گئی، میری زندگی بدل گئی مگر بیٹا نہیں بدلا جبکہ میں نے جان چھڑانے کے لیے کہہ دیا تھا کہ وہ لوگ امریکا چلے گئے تو.... اسے دیکھو وہاں تک ڈھونڈنے چلا گیا...... اور بالآخر خوار ہو کر آیا ہے۔"

"فرض کریں اگر اس لڑکی کی کہیں شادی ہو چکی ہو تو پھر کیا وہ اسے طلاق دلوائے گا؟"

"مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا کرے گا...... مگر وہ پاگل ضرور ہو جائے گا۔"

"تو آپ یہ سب اپنے بیٹے سے ڈر کو کر رہی ہیں؟"

"ہاں...... ایک ہی بیٹا ہے اگر اس کو بھی اس کی عاشقی کے طفیل بیاہ دوں گی تو پھر میرا خیال رکھنے والا تو کوئی نہیں رہے گا ناں......"

"ہو سکتا ہے کہ وہ لڑکی آپ کے لیے اچھی بہو ثابت ہو جاتی۔"

"جن سے نفرت ہو ناں، وہ کبھی دل میں پسندیدگی کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔"

"تو اسی لیے آپ کتابوں کی نمائش میں اسے دیکھ کر حواس باختہ ہو گئی تھیں۔"

"ہاں، اس وقت تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کروں تو کیا کروں...... اور اس کی خالہ فرخ مجھے آنکھیں پھاڑ کر خوب پہچان بھی چکی تھی۔"

"رئیسہ آپا حد ہو گئی بے وقوفی کی بھی...... آپ نمائش میں کتابوں کی الماری کے پیچھے ایک گھنٹے تک کھڑی رہیں؟"

"ہاں، وہ دونوں بلائیں وہاں سے چلی گئیں، جب میں وہاں سے نکلی تھی؟"

"یہی تو پوچھ رہی ہوں میں...... آپ کو ان لڑکیوں سے ڈرنے کی ضرورت کیا تھی؟"

"اس کی فرح خالہ نے مجھے پہچان لیا تھا ناں...... اگر میں ان سے باتیں کر لیتی تو وہ دونوں گھر تک آ جاتیں۔"

"آپ کوئی اُن کی چوری کر کے نکلی ہیں جو اُن سے ڈر رہی ہیں۔"

"مگر میں ان لڑکیوں کی شکل ہی نہیں دیکھنا چاہتی......" ربیعہ نے پانی کا چوتھا گلاس چڑھاتے ہوئے کہا۔ (حالانکہ اس واقعے کو مہینہ بھر ہو گیا تھا)

"نہ دیکھیں وہ کوئی زبردستی تھوڑی ناں کر سکتی ہیں۔"

"تمہارا کیا مطلب ہے اگر وہ کبھی دوبارہ ملیں تو میں اُن سے بات کر لوں؟"

"بات کرنے کو میں کہاں کہہ رہی ہوں...... بس پہچانیے گا ہی نہیں۔"

"مگر وہ تو میری آواز تک پہچان لیتی ہیں۔"

"آپ بھی لہجہ بدل کر کہہ دیجیے گا کہ کون لوگ ہو بھئی...... میں نہیں جانتی تمہیں۔"

"اور اگر انہوں نے عامر کا پوچھ لیا تو......؟"

"تو کہہ دیجیے گا۔ میرے بیٹے کی تو شادی ہو چکی ہے...... تم کس عامر کو ڈھونڈ رہی ہو۔"

"مگر...... میرے عامر کی کہاں شادی ہوئی ہے۔" ربیعہ کا لہجہ اب رنجیدہ ہو گیا تھا۔ "وہ تو اس کو ہر جگہ ڈھونڈ، ڈھونڈ کر پاگل ہو رہا ہے۔"

"تو ٹھیک ہے...... پھر آپ خوش ہو جائیں اور اپنے بیٹے کی پسند کی لڑکی بیاہ لائیں۔" بہن نے کلس کر کہا۔

"ایسا تو میں کبھی نہیں ہونے دوں گی۔"

"تو پھر پُرسکون ہو جائیں...... نہ آپ نے کسی کو دیکھا نہ...... آپ کو کوئی ملا نہ آپ کی کسی سے بات چیت ہوئی...... اور نہ ہی آپ...... کبھی کتابوں کی نمائش میں گئیں۔" بہن نے ہنس کر کہا تو ربیعہ بھی مسکرانے لگیں۔

☆☆☆

ماتھا تو فرید کا بھی ٹھنکا تھا...... جب ندیم خان کو اچھا خاصا مہنگا گفٹ صبا کو دیتے دیکھا تھا اور اس پر آفس کا لیبل منڈھ دیا گیا تھا۔

"کیا ضرورت ہے یہ سب کرنے کی......" جب آفس میں ایک جیسے گفٹس کے حوالے سے بھانڈا پھوٹا تھا تو اس نے پوچھا تھا۔

"تمہارے اخبار کی وجہ سے ہی یہ سب کر رہا ہوں۔"

"اسی لیے میری بیوی کا نام لگا دیا کہ وہ میرے اخبار کے ورکرز کو گفٹس بھیجیں گی۔" فرید مسکرایا۔ "وہ کنجوس کسی کو دھیلے کی چیز نہ دے...... وہ دے گی کسی کو جیولری بکس...... ہونہہ......"

"تم نے بھی تو کلائنٹ کے تحائف پر بات کو اوندھا گرا دیا تھا۔"

"یار کیا کرتا...... وہ لڑکی بھی تو وکیل بنی جرح کیے جا رہی تھی۔ کسی طور اسے بھی تو یاد کرانا تھا کہ تمہیں کوئی دل نہیں بیٹھا۔"

"تو تمہارے خیال میں، میں اسے پسند کرنے لگا ہوں۔"

"میرے خیال میں لفظ پسند پورے معاملات کا احاطہ نہیں کر پائے گا۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو...... جسے کسی بات کی الف ب کا پتا نہیں ہوتا......"

"ارے...... میں کیا یہ آفس، یہ کھڑکیاں، یہ دروازے یہ سب بے جان چیزیں بھی تمہیں گواہی دے سکتی

ہیں کہ صبا تمہیں کیسی لگتی ہے اور صبا کو دیکھ کر تمہاری خوشی کیسی دیدنی ہوتی ہے۔"

"اب ظاہر ہے اخبار کے دفاتر میں لوگ بکواس تو کیا ہی کرتے ہیں...... اس لیے مجھے تمہاری بیکار کی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" ندیم خان نے اپنے دلی جذبات یکسر چھپا کراتنی سنجیدگی سے کہا کہ فریدبھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کہیں وہ غلط تو نہیں سوچ رہا تھا۔

اور پھر سوچ تو ندیم خان کی غلط ثابت ہو گئی تھی وہ جس قوسِ قزح کو دیکھ رہا تھا وہ تو گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا اس سے کہاں غلطی ہوئی اور کیسے ہوئی، وہ واقعی ششدر سا تھا۔

یہ انتاد اس پر اس وقت ٹوٹی جب وہ اپنے آفس میں ہونے والی کانفرنس کی تصاویر اپنے گھر لے کر گیا تھا جس میں آفس کے ہر ورکر نے اپنے وہ تمام عزائم بتائے تھے جو وہ اس اخبار کے لیے بروئے کار لانا چاہتے تھے۔

اس کانفرنس میں آفس میں کام کرنے والے پیون تک نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا کہ ندیم خان کا کہنا تھا کہ کسی چیز کی ترقی کے لیے ہر شخص کو اپنا حصہ خود ڈالنا ہوتا ہے...... چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا......

ان تصاویر کو اپنے گھر لے جانے کا اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ اپنی ماں اور بڑی بہن کو صبا کی تصاویر دکھا کر اس کے بارے میں بتائے کہ وہ بالکل ویسی ہی ہے جیسا کہ وہ سوچا کرتا تھا اور اسے پورا یقین بھی تھا کہ صبا کے لیے ناپسندیدگی کا کوئی ووٹ نہیں ہوگا۔

سلمٰی بیگم نے جب تصویریں دیکھیں تو انہیں پہلی نظر میں ہی صبا اچھی لگی۔

"مجھے تو یہ درمیان والی لڑکی اچھی لگ رہی ہے...... اس نے اسکارف بھی کتنے سلیقے سے پہنا ہوا ہے۔"

سلمٰی بیگم نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔

"مگر امی یہ باقاعدگی سے اسکارف نہیں لیتی ہے۔ کبھی صرف بڑا دوپٹا لیتی ہے۔"

"کوئی بات نہیں...... ہمارے گھر آئے گی تو ہمارے ماحول میں بس جائے گی۔"

"آپ کو اس لڑکی میں کیا خاص بات نظر آئی، دوسری لڑکیاں بھی تو اچھی ہیں۔"

"پتا نہیں...... اس میں کوئی مقناطیسیت تو ضرور ہے جو اس کی جانب دل کھنچ سا رہا ہے۔"

"کہیں یہ جادوگرنی تو نہیں ہے......" ماں کی پسندیدگی جان کر وہ خواہ مخواہ شوخ سا ہو رہا تھا۔

"بیٹا یہ اس کی سادگی کا جادو ہے جو دیکھنے والوں کا دل موہ رہا ہے۔"

"ابھی آپ نے لڑکی دیکھی نہیں، اس نے آپ کا دل بھی موہ لیا۔ سبین آپا ٹھیک ہی کہتی ہیں آپ کو تو ہر لڑکی ہی اچھی لگنے لگتی ہے۔ اور پھر آپ اسے اپنی بہو کی نظر سے دیکھنے لگتی ہیں۔" اب ندیم اپنی ماں کو چھیڑ رہا تھا۔

"بیٹا اس سے قبل مجھے جو لڑکی پسند آئی تھی وہ بھی اس سے ملتی جلتی ہی تھی ایسا لگ رہا ہے کہ شاید اس کی کوئی بہن ہو۔"

"مگر ان محترمہ کی کوئی بہن نہیں ہے۔" ندیم نے ماں کو بتایا۔

"اور ان کی فیملی کیسی ہے؟" ماں نے پوچھا۔

"مجھے تو لڑکی پسند آئی ہے...... بقیہ معلومات آپ اور آپا کر لیں...... ویسے لڑکی واقعی بہت اچھی ہے۔"

اس کے لہجے میں سرشاری سی گھلی تھی۔

"تمہیں پسند ہے...... میرے لیے یہ ہی بہت ہے۔" سلمٰی بیگم بھی بیٹے کو خوش دیکھ کر بے حد خوش تھیں فوراً ہی بیٹی کو فون کر دیا گیا اور وہ بھی فوراً ہی آ گئی۔

''ایسی بھی کیا ایمرجنسی آگئی...... جو آپ نے فوراً طلب کرلیا۔'' سبین نے پوچھا۔

''آپا...... میں نے ایک بڑا مسئلہ حل کردیا ہے۔ اس لیے آپ کو بلانا تو اشد ضروری تھا۔'' ندیم خان نے زیرِ لب مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''ارے کیسا مسئلہ......؟'' انہوں نے پوچھا کہ اپنے اس بھائی کو اس طرح مسکراتے ہوئے خال خال ہی دیکھا تھا۔

''مجھے ایک لڑکی تو نظر آگئی ہے۔''

''کہاں ہے؟ کدھر دیکھا؟ پاکس کے توسط سے دکھائی گئی۔'' سبین نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے اس کے چہرے پر خوشی سی چھا گئی تھی۔

''میرے آفس میں کام کرتی ہے وہ۔''

''کیا وہی روتی دھوتی پکھوسی؟''

''جی......'' ان کے اس طرح پوچھنے پر وہ بے اختیار ہنس دیا۔

''دکھانا تو اس کی تصویر ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ آخر وہ ہے کون...... جس نے میرے بھائی کے ہوش ہی اڑا دیے۔'' انہوں نے پُرمزاح لہجے میں بھائی سے لاڈ کرتے ہوئے کہا۔

ندیم خان نے فوراً ہی آفس کی ڈھیر ساری تصویریں بشمول اس کی سالگرہ کی تصویروں کے ان کے سامنے رکھ دیں۔

''اوہ، یہ ہیں وہ محترمہ یہ والی لڑکی...... تمہیں پسند آئی ہے ناں......'' انہوں نے صبا کی ہی تصویر پر ہاتھ رکھا۔

''آپ کو کیسے پتا چلا......؟'' اب وہ حیرت سے بہن کو دیکھ رہا تھا۔

''کیا اس شہر میں اب یہی لڑکی رہ گئی ہے باقی لڑکیاں کیا کہیں کوچ کر گئی ہیں، جسے ہم لوگ بار، بار جا کر دیکھیں گے؟'' سبین آپا کا لہجہ تمسخرانہ تھا۔

''کیا مطلب...... کیا آپ کو صبا اچھی نہیں لگی۔'' اب وہ کبھی ماں کی طرف دیکھ رہا تھا تو کبھی بہن کی جانب۔

''بھیا...... اس کی پرانی تصویریں کیا تم بھول بیٹھے ہو؟''

''صبا کی تصویریں میں نے کہاں دیکھی ہیں؟''

''اب بھی وہ تمہاری دراز میں ہوں گی۔ اگر بھول بیٹھے ہو تو پھر دیکھ لو۔'' انہوں نے یاد دلایا۔

''اسی لڑکی نے پہلے تمہارے رشتے کے لیے انکار کیا تھا۔''

''صبا نے انکار کیا تھا؟'' وہ حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا۔

''جی ہاں اسی صبا رحیم نے صفاچٹ انکار کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ کسی دوسرے سے منسوب ہے...... اس لیے وہ یہ رشتہ قبول نہیں کرسکتی۔ اپنی ماں اور خالہ کی پسندیدگی جاننے کے باوجود یہ بیچ میں آکودی تھی۔ اب کیا تم پھر یہ چاہ رہے ہو...... ہم دوبارہ جا کر ان محترمہ کا انکار سن کر واپس آئیں، ایسی تو کوئی توپ چیز نہیں ہے وہ......''

سبین آپا اب تحقیر بھرے لہجے میں اس میں کیڑے ڈال رہی تھیں۔

مگر اب ندیم خان کا سر واقعی گھوم گیا تھا۔

(جاری ہے)